

AL-MARSOOS

ISSN(P): 2959-2038 / ISSN(E): 2959-2046

<https://www.al-marsoos.com>

اسلامی بینکاری میں شراکت و مضاربت پر اشکالات اور ان کے ممکنہ حل: ایک تجزیاتی مطالعہ *Issues & Possible Solutions on Partnership & Mudharba in Islamic Banking: An Analytical Study*

ABSTRACT

This article provides an analytical review of the problems related to the implementation of Musharakah (partnership) and Mudaraba (profit sharing) agreements in contemporary Islamic banking and their possible solutions. Although these profit and loss sharing (PLS) instruments are central to the Islamic banking system, their practical application faces several obstacles. The research identifies key issues, include profit rates, differences between Islamic and conventional banking, transactions of Islamic banks with conventional banks, profit sharing mechanism, etc. To address these challenges, the study explores possible solutions. The analysis concludes by emphasizing the need for a multi-faceted approach. In which a renewed focus is placed on regulatory reform, industrial cooperation, and the fundamental principles of Islamic finance to unlock the full potential of Musharakah and Mudaraba to promote equitable and sustainable economic growth. This paper calls for further research and further reforms in Islamic banking.

Keywords: Musharka, Mudharba, Profit Sharing, Profit Rates, Conventional & Islamic Banking, Fundamental principles of Islamic finance

AUTHORS

Nasir Mehmood Shahzad*

MPhil Scholar, Department of
Islamic Thought History and
Culture, Allama Iqbal Open
University Islamabad & Teacher of
islamic studies FG DC Attock
Cant:

nasirshahzad247@gmail.com

Date of Submission: 11-03-2025

Acceptance: 28-03-2025

Publishing: 08-05-2025

Web: <https://www.al-marsoos.com/>

OJS: <https://www.al-marsoos.com/index.php/AMRJ/about>

e-mail: editor@al-marsoos.com

*Correspondence Author:

Nasir Mehmood Shahzad*MPhil Scholar, Department of
Islamic Thought History and Culture, Allama Iqbal Open
University Islamabad & Teacher of islamic studies FG DC Attock
Cant.

تعارف و پس منظر:

اسلامی بینکاری سے متعلق جانکاری حاصل کرنے سے پہلے بینکنگ کا مختصر تعارف، ان کے کام کرنے کے اصول سے متعلق ضروری معلومات ہونا نہایت ضروری ہیں۔ بینک دراصل ایک ایسا ادارہ ہے جو کہ حکومت وقت کے زیر سایہ یا حکومت وقت کی اجازت سے ترتیب دیا جاتا ہے۔ بعض اوقات کچھ بینک ایسے بھی ہوتے ہیں جہاں حکومتی عمل دخل نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے یعنی پبلک و پرائیویٹ دونوں طرح سے بینک کام کر رہے ہوتے ہیں۔ لیکن یہ تمام باتیں ان کے انتظامی امور سے متعلق ہیں۔ اب بینک کیا ہے کیسے کام کرتا ہے، تو اس کی سادہ سی تعریف جو کہ انگریزی اردو آکسفورڈ ڈکشنری میں لکھی گئی ہے۔

"ایک جگہ جہاں لوگوں کا روپیہ محفوظ طریقہ پر رکھا جاتا ہو، (اگر آپ کا بینک اکاؤنٹ ہے تو آپ اس میں روپیہ جمع کر کے روپیہ بچا سکتے ہیں، روپیہ جمع کر سکتے ہیں، نکال سکتے ہیں، اور بینک میں جا کر کسی ایک ملک کی کرنسی کے بدلے دوسرے ملک کی کرنسی خرید سکتے ہیں۔ اگر بینک سے قرضہ حاصل کرنا چاہیں تو ہو سکتا ہے کہ بینک آپ کو قرض بھی دے دے۔"¹

اس تعریف سے یہ سمجھ آتی ہے کہ بینک ایک ایسا مالی ادارہ ہے جو لوگوں کی رقم محفوظ بنانے کے لئے معرض وجود میں آتا ہے۔ اور وہ اپنی خدمات کے عوض معاوضہ وصول کرتا ہے، قرض دیتا ہے، اور اس پر سود یا منافع وصول کرتا ہے، اور لوگوں کی طرف سے جمع شدہ رقم پہ ان کو منافع بھی ادا کرتا ہے، اکثر بینکوں کا کاروبار ہی یہی ہے کہ وہ سودی لین دین کرتے ہیں، سود پر قرض دیتے ہیں اور ہونے والے منافع کو اکاؤنٹ ہولڈرز کے درمیان تقسیم بھی کرتے ہیں اور بینک مالکان اپنا منافع اور ملازمین کی تنخواہوں کی رقم بھی اکاؤنٹ ہولڈرز یا قرضداروں سے وصول کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ کچھ بینک عالمی پیمانے پر کاروبار بھی کرتے ہیں، اسٹاک ایکسچینج میں شئیرز کی خرید و فروخت میں بھی شامل رہتے ہیں اور کچھ ملکی پیمانے پر کاروبار میں بھی شرکت داری قائم کرتے ہیں۔ اور ان کے کام کرنے کے اصولوں میں منافع (سود) بنیادی طور پر شامل ہے، جس کی بنا پر وہ اپنا وجود برقرار رکھتے ہیں۔ لیکن چونکہ سود اسلام سمیت مختلف مذاہب میں منع کیا گیا ہے، تو اس کے ساتھ اب اسلامی بینکاری کو زور بڑھ رہا ہے، اور اسلامی اصولوں پر بینکنگ کا رجحان بڑھتا نظر آ رہا ہے جو کہ موجودہ تیز ترین زمانے میں ایک بہتر قدم ہے۔

اسلامی بینکاری:

اسلامی بینکاری کا آغاز 70 کے عشرے میں ہوا۔ جب 1971 میں ناصر سوشل بینک اور 1975 میں محمد الفیصل کی کاوشوں سے اسلامی ترقیاتی بینک قائم ہوا۔ پاکستان میں جنرل ضیاء الحق کے دور میں اسلامی نظریاتی کونسل کو یہ ذمہ داری دی گئی کہ وہ بلا سود اسلامی معیشت کے اصولوں پر مبنی طریقہ کار وضع کرے جس سے سود جیسی لعنت سے چھکارا حاصل ہو جائے۔ دراصل اسلامی بینکنگ کے پس پشت سود سے پاک معاشی نظام ترتیب دینا ہی تھا، کیونکہ سود کے متعلق قرآن کا حتمی فیصلہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

واحل الله البيع وحرم الربوا²

اللہ نے حلال کیا تجارت کو اور حرام کیا سود کو

چونکہ سود کو حرام کرنے کی بہت سی حکمتیں تھیں اس لئے اسلامی ممالک میں سودی لین دین کو ناپسند کیا جاتا ہے، اور روایتی بینک چونکہ سودی کاروبار پر مبنی تھے تو ضرورت اس امر کی تھی کہ عصر حاضر میں ایک ایسا نظام متعارف کرایا جائے جو کہ اسلامی قوانین کے تابع ہو۔ کیونکہ مسلم شریف کی ایک حدیث میں سود کے متعلق باقاعدہ وضاحت دی گئی ہے: ارشاد نبوی ﷺ ہے:

¹ آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، کراچی، 2012

² القرآن: البقرہ: 275

"نبی کریمؐ نے فرمایا کہ سود کے ستر (70) گناہ ہیں جن میں سب سے ہلکا گناہ اپنی ماں سے نکاح کرنے کے برابر ہے۔"³

ان شرعی احکامات کی وجہ سے اسلامی نظریاتی کونسل کی بنیادی ذمہ داری یہی تھی کہ ان بینکوں کو سود سے پاک کیا جائے، یا ایسا بینکنگ کا نظام متعارف کرایا جائے جو کہ سود سے پاک ہو۔ اب بظاہر تو یہ نظر آتا ہے کہ جہاں بھی بینک کا اطلاق ہوتا ہے وہیں سود کا ذہن میں آتا ہے، تو کیا اسلامی نام رکھ لینے سے بینکنگ حلال ہو جائے گی، تو اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ جیسا کہ دو شخص دو بکرے ذبح کرتے ہیں ایک پہ ذبح کے وقت تکبیر پڑھی جاتی ہے جس سے وہ حلال ہے، اور دوسرے پر جان بوجھ کہ تکبیر نہیں پڑھی جاتی تو وہ حرام ہے، لیکن یہ مثال بینکنگ پر مکمل فٹ نہیں آتی، کیونکہ بکرے پہلے سے حلال جانور تھے اور تکبیر ان کو پاک کرنے کے لئے پڑھی گئی، لہذا سودی معاملات پہ تکبیر پڑھیں یا نہ پڑھیں وہ حلال نہیں ہوں گے، یعنی اسلامی نام رکھ لینے سے اس میں فرق نہیں آئے گا بلکہ نظام کو تبدیل کرنا پڑے گا اور سود کو ختم کرنا پڑے گا، اس لئے اسلامی نظام معیشت میں اس کے متبادل ہمیں شراکت اور مضاربت جیسے نظام متعارف کرائے گئے ہیں جن سے حاصل شدہ منافع خالص اور حلال ہے، اور یہی اسلامی بینکنگ کی بنیاد ہیں۔

اسلامی بینکنگ اور مضاربت:

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ حجتہ اللہ البالغہ میں مضاربت کے بارے میں رقمطراز ہیں۔

"مضاربت یہ ہے کہ مال اک آدمی کا ہو اور تجارت دوسرا کرے تاکہ دونوں کو نفع ہو جیسا انہوں نے آپس میں طے کیا ہے۔"⁴

روپے پیسے میں اضافہ کرنے اور اسے بڑھانے کے لئے رقم کو یا تو کسی کاروبار میں لگایا جاتا ہے یا پھر کسی کو رقم قرض (کرایہ) پہ دی جاتی ہے اور اس سے قرض کی واپسی پہ اضافی رقم طلب کی جاتی ہے، ان میں سے اول الذکر صورت کاروبار کی جائز ہے، جبکہ مؤخر الذکر صورت جو کہ رقم پہ نفع حاصل کرنے کی ہے وہ سود میں آتی ہے جسے اسلام میں حرام قرار دیا گیا ہے۔ چونکہ اب رقم ویسے محفوظ کرنے سے اس میں اضافہ نہیں ہوتا اور وقت کے ساتھ ساتھ رقم ڈی ویلو ہونے سے نقصان کا احتمال رہتا ہے۔ اب رقم میں منافع اور اضافہ کے لئے اسے کسی حلال کاروبار میں لگانا ضروری ہے، اس لئے اگر کوئی شخص خود کاروبار کی سمجھ بوجھ نہیں رکھتا تو اس کے لئے اسلام نے گنجائش رکھی ہے کہ وہ اپنی رقم کسی تجربہ کار کاروباری شخص کو دے، جو کہ اس کی رقم سے کاروبار کرے، محنت کرے اور منافع دونوں میں تقسیم کر دیا جائے جو نسبت بھی شروع میں طے کی جائے، لہذا اس کے لئے مضاربت کا طریقہ کار وضع کیا گیا ہے جس میں ایک شخص کی رقم جب کہ دوسرے کی محنت شامل ہوتی ہے، اس بارے میں بہت سے مسائل فقہی کتابوں میں ذکر کئے گئے ہیں مضاربت کے جائز ہونے سے متعلق ایک حدیث درج ذیل ہے:

عن صالح بن صہیب ، عن ابيه ، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "ثلاث فمهن البركة البيع إلى أجل والمقارضة واخلاط البر بالشعير للبيت لا للبيع".⁵

صہیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تین چیزوں میں برکت ہے۔ پہلی: یہ کہ مقررہ مدت کے وعدے پر بیع کرنے میں، دوسری: مضاربت میں، تیسری: گہیوں اور جو ملانے میں جو کہ گھر کے کھانے کے لیے ہو، نہ کہ بیچنے کے لیے اسلامی بینکوں میں کھاتے زیادہ تر اسی اصول کے تحت کھولے جاتے ہیں۔ مضاربت کے مختلف اصول و ضوابط کا ذکر مختلف فقہی مسالک کی کتب میں ہے، لیکن موجودہ ترقی یافتہ دور میں صورتحال بدل گئی ہے، لوگوں کے پاس بعض اوقات تجربہ نہیں ہے، اور بعض لوگ آرام دہ زندگی

³ ابن ماجہ: 2274

⁴ دہلوی، شاہ ولی اللہ محدث، حجتہ اللہ البالغہ، شرح رحمۃ اللہ اوسعہ، از سعید احمد پالن پوری، ج: 4، ص: 622، مکتبہ تجار دیوبند 2003

⁵ سنن ابن ماجہ: 2289

گزارنے کی عادت کی وجہ سے کاروبار کرنا نہیں چاہتے اور وہ مختلف بینکوں کی طرف سے رقم پہ منافع جیسی سکیموں سے فائدہ اٹھاتے ہیں، لیکن ہمارا ایک اسلامی معاشرہ ہے جہاں سود کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ لہذا یہاں اکثر لوگ اس نظام کو پسند نہیں کرتے تو ان کے لئے مختلف علمائے کرام نے اور اسلامی نظریاتی کونسل نے اس بارے میں تجاویز دیں اور سود سے پاک اسلامی بینکاری کا نظام متعارف کرایا گیا، لیکن کیا یہ نظام اسلام کے مقرر کردہ اصولوں پہ من و عن کام کر رہا ہے یا نہیں اس پہ مختلف اشکالات ہر وقت رہے ہیں جن کا ذکر اگلی سطور میں کریں گے۔

اسلامی بینکنگ اور شراکت:

شراکت کے بارے میں بھی محدث دہلویؒ کی تعریف سے استفادہ کیا جاتا ہے۔

"شراکت، یعنی ساجھا۔"⁶

رقم میں اضافے کا ایک طریقہ کار ہم نے اوپر ذکر کیا جسے مضاربہ کا نام دیا جاتا ہے، لیکن اس کے ساتھ ایک اور طریقہ کار ہے وہ ہے کاروبار میں شراکت، جس کے بارے میں حدیث میں آپؐ کی بہترین صفت کا تذکرہ ملتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

عَنْ قَائِدِ السَّائِبِ ، عَنْ السَّائِبِ ، قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كُنْتُ شَرِيكِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ ، فَكُنْتُ خَيْرَ شَرِيكِ لَآ تَذَارِيَنِي وَلَا تُمَارِيَنِي".⁷

سائب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: اللہ کے رسول! زمانہ جاہلیت میں آپ میرے شریک تھے، تو آپ بہت بہترین شریک ثابت ہوئے نہ آپ میری مخالفت کرتے تھے نہ جھگڑتے تھے

شراکت کا عام مفہوم یہ ہے کہ دو حصوں کا آپس میں اس طرح مل جانا کہ آپس میں کسی قسم کا امتیاز یا کوئی تفریق باقی نہ رہے۔ کاروبار میں شراکت کا جواز بھی تقریباً شک و شبہ سے بالاتر ہی ہے۔ اسی لئے اس طریقہ کار پہ زمانہ نبوت سے لیکر تاحال عمل جاری و ساری ہے۔ لہذا علما کی کثرت نے اس طریقہ کار کو بھی درست قرار دیا ہے اور موجودہ بینکنگ کے نظام میں اس طریق کار پہ بھی عمل کیا جاتا ہے تاکہ سود سے بالکل پاک ایک اسلامی بینکنگ کا نظام وجود پا سکے، لیکن یہاں بھی سوال یہی ہے کہ کیا موجودہ اسلامی بینکنگ میں جو شراکت کا طریقہ کار ہے وہ اسلامی اصولوں کے بالکل عین مطابق ہے یا اس پہ بھی اشکالات موجود ہیں جن کے جوابات اور حل کی کوشش ضروری ہے۔ اس آرٹیکل میں مضاربہ اور شراکت کے طریقہ کار اور ان کے اصول و ضوابط پہ روشنی نہیں ڈالی گئی کیونکہ اس پہ بہت سے بڑے بڑے جید علما کی طرف سے بہت زیادہ کام ہوا پڑا ہے۔ اور تمام تر طریقہ کار اور اس کے اصول کا ذکر مختلف فقہی کتب میں موجود ہے، اس آرٹیکل میں موجودہ دور میں اسلامی بینکنگ پہ اٹھنے والے نئے اشکالات اور ان کے تجزیے پہ روشنی ڈالی گئی ہے۔

اسلامی بینکنگ میں مضاربہ اور شراکت پہ اٹھنے والے اشکالات:

اسلامی بینکنگ میں جو اصول اپنائے گئے ہیں وہ خالصتاً اسلامی ہیں اور اسلامی اصولوں کے مستند ہونے میں کوئی دوسری رائے نہیں ہے۔ لیکن ان کے نفاذ میں اور طریقہ کار اپنانے میں کچھ خامیاں ہو سکتی ہیں جنہیں انسانی لغزش کہا جاسکتا ہے۔ اور انسانی لغزشیں اگر قابل گرفت نہ ہوں تو قابل اصلاح ضرور ہوتی ہیں۔ اسی طرح مضاربہ اور شراکت بھی اسلامی معیشت میں استعمال ہونے والی دو اصطلاحات ہیں جن کا نفاذ بینکنگ میں کیا گیا

⁶ رحمة الله الواسعه، ج:4، ص:622

⁷ سنن ابن ماجہ: 2287

تاکہ سود سے پاک بینکاری عمل میں لائی جاسکے۔ لیکن اکثر بینکوں نے ان اصطلاحات کا استعمال ضرور کیا ہے لیکن ان کے مکمل قوانین سے آگاہی نہ ہونے یا عالمی نگرانی کے بغیر اپنے اصول وضع کر کے اسلامی بینکاری کا نام دے کر عوام کے سامنے پیش کر دیا، جس کی وجہ سے عوام میں اس پہ تحفظات پائے جاتے ہیں۔ اب مضاربت اور شراکت صرف اصطلاحات ہی نہیں ہیں بلکہ ان کے مکمل قوانین فقہ کی کتب میں موجود ہیں جن سے آگاہی اور شناسائی ضروری ہے۔

اب چونکہ اسلامی بینکاری کا رجحان نسبتاً بڑھ رہا ہے اور اسلامی بینکوں کے علاوہ دوسرے روایتی بینک بھی اس کا رخ کر رہے ہیں تو اشکالات میں مسلسل اضافہ دیکھنے میں ملتا ہے۔ یہاں چند اشکالات کا ذکر کرنا چاہوں گا اور ان کے حل کی صورتیں اسلامی قوانین کی روشنی میں ڈھونڈنے کی کوشش کی جائے گی۔

اسلامی بینکاری میں منافع کی شرح اور دوسرے روایتی بینکوں میں منافع کی شرح فیصد سے کیجاتی تو کیا اسلامی اور روایتی بینکنگ میں پھر کوئی فرق رہ جاتا ہے؟ کیا اسلامی بینکوں کا دیگر روایتی بینکوں سے لین دین کرنا جائز ہے؟ چونکہ دوسرے بینکوں کا کاروبار سود پہ مبنی ہے۔ اور ان کی آمدن سود کی وجہ سے ناجائز سمجھی جاتی ہے تو اسلامی بینک دوسرے بینکوں اور سٹیٹ بینک سے کس طرح کاروبار کر سکتا ہے یا لین دین کا کیا طریقہ کار اپنایا جائیگا؟ شراکت و مضاربت میں اکاؤنٹ ہولڈر سے شیئرز کی تقسیم اور منافع / نقصان کا طریقہ کار کیا رکھا جانا چاہیئے؟ شراکت میں بعض اوقات ایک شخص کی رقم سال کے شروع میں جمع تھی اور اس کا منافع تو سال کے آخر میں ملے ہوا تھا لیکن کچھ شریک سال کے درمیان میں شامل ہوتے ہیں تو ان کے منافع کی تقسیم کا کس طرح خیال رکھا جائیگا؟ پہلے چھ ماہ منافع زیادہ ہوا اور چھ ماہ کے بعد کوئی نیا شخص شریک ہوا اور اگلے چھ ماہ میں منافع کم ہوا، یا زیادہ ہوا یا نقصان ہو گیا تو ان کی تقسیم کا طریقہ کار کس طرح واضح کیا جائیگا؟

مندرجہ بالا اشکالات کے حل کی ممکنہ صورتیں:

سب سے پہلے ان اشکالات کو بغور سمجھنے کی ضرورت ہے اور ان میں سے پہلا اور بنیادی اعتراض جو کہ عوام کی طرف سے کیا جاتا ہے کہ جب ایک روایتی بینک منافع 7% دے رہا ہے اور اسلامی بینک بھی 6 سے 7 فیصد منافع دے رہا ہو تو اسلامی اور روایتی بینکنگ میں کیا فرق رہ جاتا ہے کیا اس طرح کا منافع سود میں آجاتا ہے کہ نہیں؟ تو اس کے جواب میں پہلے تو سود کی مکمل تعریف ذہن میں ہو کہ سود دراصل ہے کیا جب سود سے مکمل آگاہی ہو جائے تو اسلامی بینکنگ اور روایتی بینکنگ کے طریقہ کار پہ بحث کی جائے گی، اور جہاں تک ایک فکس فیصد کے منافع کا تعلق ہے تو اس کا اسلام کی روشنی میں جائزہ لیا جائے تو یہی جواب ذہن میں آتا ہے جو کہ ہم سود کی تعریف میں پڑھتے ہیں کہ یہ ناجائز اور حرام ہے۔ جہاں تک اسلامی بینکنگ اور روایتی بینکنگ میں منافع کا فرق ہے تو پہلی بات یہ قابل غور ہے کہ چونکہ روایتی بینکنگ کا سارا دار و مدار سود پہ مبنی ہے لہذا وہاں سے جو بھی منافع ہو گا وہ سود کی مد میں آئے گا جب کہ اسلامی بینکنگ میں شراکت و مضاربت وغیرہ کی بنیاد پہ تجارت کی جاتی ہے اور اس میں سے حاصل ہونے والے منافع کو فیصد کے حساب سے تقسیم کیا جاتا ہے۔ مضاربت میں مال لگانے والے اور مضارب کے درمیان نفع کی تقسیم کا اصول پہلے سے طے کر لیا جاتا ہے کہ اگر ایک شخص مال لگا رہا دوسرا مضارب ہے تو وہ دونوں نصف نصف یا 40:60 فیصد یا جو وہ پہلے طے کر لیں اس حساب سے تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ اگر نفع نہیں ہوتا تو مضارب اصل سرمائے میں سے کچھ نہیں لے سکتا اور اگر نقصان ہوتا ہے تو اس کا اصول یہ ہے کہ اگر کوئی نفع ہوا ہو تو اس سے نقصان پورا کیا جائے اگر نفع نہ ہوا ہو تو سرمایہ لگانے والے کا نقصان ہو گا اور مضارب کی محنت ضائع ہو گی۔ (لیکن شرط یہ بھی ہے کہ مضارب کی کوئی خطا شامل نہ ہو)۔

"نقصان مال پہ ہے اور نفع اسی پہ ہے جس پہ دونوں نے اتفاق کیا۔"⁸

اگر مضارب شرعی اصولوں کی رعایت رکھتے ہوئے کی گئی تو اسلامی بینک اور روایتی بینک کے منافع میں بہت فرق ہے۔ لیکن شرط یہی ہے کہ صرف اسلامی بینکاری کا نام استعمال نہ ہو بلکہ شرعی قواعد کی رعایت بھی ملحوظ خاطر رہے۔ لہذا یہ اعتراض درست نہیں کہ دونوں بینکوں میں منافع کی مماثلت سے دونوں بینکوں سے حاصل ہونے والا منافع ناجائز ہے۔ کیونکہ اگر ایک منافع کاروبار (مضاربت) کے شرعی اصولوں سے حاصل ہو اور دوسرا سودی قرضوں اور سودی لین دین سے حاصل ہو تو ہم اسے ایک جیسا نہیں قرار دے سکتے۔

"یہاں یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ اسلامی بینک اپنے ڈیپازیٹر سے سرمایہ لینے وقت اسے ہر حال میں واپسی کی گارنٹی نہیں دے سکتا اور نہ ہی شروع میں حتمی طور پر یہ بتا سکتا ہے کہ وہ اسے اتنا نفع دے گا"⁹

دوسرا اشکال بھی عوام کے ذہن میں ہے کہ جب سود گناہ ہے اور اس کے بارے میں سخت وعیدیں آئی ہیں تو کیا سودی بینکوں یا اداروں سے لین دین جائز ہے۔ یا اگر اسلامی بینک جب ان اداروں سے لین دین کرتے ہیں تو کیا اس سے آمدن پہ کوئی فرق پڑتا ہے۔ تو یہاں دو سوال اور ذہن میں آتے ہیں کہ کیا سودی اداروں سے سود پہ ہی لین دین ہوگی، یا ادارے تو سودی ہیں مگر ان سے لین دین اسلامی بینکوں کی غیر سودی ہوگی۔ تو اگر اول الذکر کی بات کی جائے تو وہ پھر کسی صورت جائز نہیں۔ البتہ مؤخر الذکر پہ تحقیق کی ضرورت ہے کہ کیا اسلامی بینک یا کوئی فرد سودی اداروں سے غیر سودی لین دین کر سکتا ہے۔ اگر تو قرآن کی بات کی جائے تو قرآن ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ:

"اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں باہم مدد نہ کرو"¹⁰

اور احادیث نبویہ میں تو اس کی ممانعت بار بار آئی ہے کہ سود کے لین دین کیا جائے بلکہ لعنت کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"نبی کریمؐ نے فرمایا کہ سود دینے والا، لینے والا اس کو لکھنے والا اور اس کی گواہی دینے والے پہ لعنت ہے"¹¹

سودی اداروں سے تعاون کرنا یا ان سے لین دین کرنا مناسب عمل نہیں ہے۔ کیونکہ اس سے ان اداروں کو مضبوط کرنے کی بات آتی ہے جو کہ گناہ کے کاموں میں ان سے معاونت ہے۔ لہذا اسلامی بینکنگ کے منتظمین کو چاہیے کہ وہ ایسے اداروں سے لین دین سے دور رہیں تاکہ بڑے پیمانے پہ ان کی معاونت نہ ہو سکے اور جیسا کہ افراد کا تعلق ہے تو اس میں گنجائش ہو سکتی ہے کیونکہ سود خور کوئی شخص ہے تو وہ معاشرے کا فرد ہے اس کے الگ احکامات ہوں گے۔ اور اسی طرح معاشرے کے افراد کا چار و ناچار سودی اداروں پہ انحصار ہو اور اس کا متبادل موجود نہ ہو تو اس صورت میں بھی الگ حکم ہوگا۔ لیکن اسلامی بینکوں کو سیٹ بینک کی پالیسی پہ اگر عمل کرنے کا پابند کیا جائے تو اس پہ تحقیق کے راستے کھلے ہیں کہ اس کے لئے کیا لائحہ عمل اختیار کیا جائے گا۔ لہذا کسی بھی ایسے فعل سے اجتناب برتا جائے جو کہ سود کے شبہ کو بھی جنم دیتا ہو، کیونکہ جیسا کہ سود حرام ہے اسی طرح سود سے متعلق شبہ ہو جانے کی صورت میں تقویٰ یہی ہے کہ ایسے امور سے بچا جائے۔

شرکت یا مضاربت جو کہ عام کاروبار میں اختیار کی جاتی ہے تو وہاں اس کے اصولوں پہ عمل کرنا نسبتاً آسان ہے، مگر بینک میں ان سب اصولوں کی پاسداری کرنا قدرے مشکل کام ہے جیسا کہ اکاؤنٹ ہولڈرز روزانہ کی بنیاد پہ نئے اکاؤنٹ کھلواتے ہیں، رقم روزانہ جمع بھی کرائی جاتی

⁸ مصنف عبدالرزاق: ج: 8- ص: 248- رقم: 15087- مکتبہ اسلامیہ- اسلام ویب

⁹ صدیقی، مولانا ڈاکٹر اعجاز احمد، اسلامی بینکاری ایک حقیقت پسندانہ جائزہ، ص: 59، ادارہ اسلامیات، 2006

¹⁰ القرآن: المائدہ: 2

¹¹ صحیح مسلم: 1598

ہے اور نکلوائی جاتی ہے تو ان سارے امور کو مد نظر رکھتے ہوئے کون سا ایسا طریقہ اختیار کیا جائے کہ شرعی اصولوں کی پاسداری ممکن ہو سکے؟ اب یہاں مسئلہ جو پیدا ہوتا ہے وہ یہ کہ شرکت یا مضاربت کی جو مدت ہے وہ پایہ تکمیل تک پہنچتی ہے یا نہیں اور اگر مضاربت فاسد ہو جائے تو حاصل ہونے والا نفع جائز ہو گا کہ نہیں؟ تو اس بارے میں مفتی تقی عثمانی صاحب نے اپنی کتاب اسلامی بینکاری میں منافع کی تقسیم کے بارے میں ایک اصول لکھا ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

"شرکت و مضاربت میں کس طرح نفع تقسیم کیا جائے اس کا ایک طریقہ جو اس وقت متعارف ہے صرف اس جگہ نہیں، بینکوں میں نہیں بلکہ اور جگہ پر بھی ہے وہ یہ ہے جسے عربی میں کہا جاتا ہے 'حساب الانتاج الیومی' (ڈیلی پروڈکٹ بیزنس) اور اس کا حاصل یہ ہے کہ مثلاً: یہ دیکھا گیا کہ کتنی رقمیں آئیں اور ان پر کتنا منافع ہوا اور اس منافع کو "فی یوم فی روپیہ" کے حساب سے تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ یعنی فرض کریں کہ ایک ہزار نفع ہوا تو جتنی رقم آئی تھی ہر روز اس کے ایک روپیہ پر کتنا منافع لگا؟ وہ نفع باہم تقسیم کیا جاتا ہے۔ یہ ہے جس کو "حساب الانتاج الیومی" کہتے ہیں۔ اس کو آج کل عربی میں "حساب النمر" اور انگریزی میں ڈیلی پروڈکٹ بیزنس کہتے ہیں"¹²

یہاں جو بات قابل قدر ہے وہ یہ ہے کہ جو سرمایہ روزانہ کی بنیاد پر نکالا یا جمع کرایا جاتا ہے تو اس پر روزانہ کی بنیاد پر نفع و نقصان کی تقسیم کی جاتی ہے لیکن ایک اشکال رہتا ہے کہ آیا جو منافع یا اگر کوئی نقصان پہلے سے ہوا ہو اور مہینے کے آخر میں جب حساب کیا جاتا ہے تو اس صورت میں نئے آنے والے اکاؤنٹ ہولڈر کو بھی نفع یا نقصان میں شامل کیا جاتا ہے جو سرمایہ بینک کے پاس پہلے سے تھا یا صرف اس دن کے حساب سے اس پر نفع کی تقسیم کی جاتی ہے۔ چونکہ یہ عمل کافی پیچیدہ ہے اور اس میں عموماً یہی ہوتا ہے کہ عقد سے پہلے کے منافع پر رب المال کا حق نہیں ہوتا لیکن حساب کے وقت اسے شامل کر دیا جاتا ہے اس کی قباحت بیان کرتے ہوئے مفتی احمد ممتاز لکھتے ہیں کہ:

یومیہ پیداوار کی صورت میں بعض صورتوں میں گزشتہ تجارت کا حرام نفع بعد میں آنے والے شرکاء کو دیا جاتا ہے اور یہ نفع ان کے لئے حرام ہے کیونکہ جب یہ بعد کے شرکاء شرعاً اس قانون کے مطابق گزشتہ تجارت کے ضامن نہیں تو اس کا نفع بھی ان کے لئے حلال نہ ہو گا۔¹³

اس سلسلے میں ایک حدیث رسولؐ بھی بیان ہوئی ہے جس کا مفہوم درج ذیل ہے:

"رسول اللہؐ نے فرمایا، ادھار اور بیع ایک ساتھ جائز نہیں، اور نہ ہی ایک بیع میں دو شرطیں درست ہیں، اور نہ اس چیز کا نفع لینا درست ہے جس کا وہ ابھی ضامن نہ ہوا ہو، اور نہ اس چیز کی بیع درست ہے جو چیز سرے سے تمہارے پاس ہو ہی نہیں"¹⁴

یہاں اس تجارت سے منع کیا گیا ہے جب ایک چیز کا انسان ضامن ہی نہیں تو وہ اس سے منافع کیسے حاصل کر سکتا ہے، تو تجارت میں نفع یا نقصان میں شامل ہونے کے لئے پہلے اس کا ضامن ہونا ضروری ہے یعنی پہلے عقد مضاربت ہو جائے تو اس کے بعد اس میں سے نفع یا نقصان کا شئیر ہو سکتا۔ مثلاً اگر ایک شخص نے ایک ہزار اور ایک نے دو ہزار کی شراکت سے کاروبار شروع کیا اور دس دن کے بعد ایک تیسرے شخص نے ایک ہزار شامل کیا، پھر دس دن ان میں سے کوئی ایک اپنی رقم نکلوا لیتا ہے اور باقی دورہ جاتے ہیں اور مہینہ کے آخر میں وہ شخص پھر ایک ہزار دے کر شامل ہو جاتا ہے۔ اس طرح مہینے کے اختتام پر چار ہزار کا کاروبار تھا اور شروع میں تین ہزار کا کاروبار تھا۔ اب مہینے کے آخر میں وہ منافع کو فی یوم فی روپیہ پر جب تقسیم کرتے ہیں تو اس کا منافع اس شخص پر بھی چلا جاتا ہے جو شروع میں شامل نہیں تھا یا درمیان میں وہاں سے نکل گیا تو اس طرح وہ منافع میں یا نقصان میں شامل ہو گیا تو یہاں یہ بحث بنتی ہے کہ آیا وہ شراکت ختم ہو گئی تھی یا باقی تھی، چونکہ وہ شخص اپنی رقم لے گیا تھا اور اس کی

¹² عثمانی، مفتی محمد تقی، اسلامی بینکاری، ص: 49-50 شمس پرنٹنگ پریس کراچی 2009

¹³ احمد ممتاز، مفتی، غیر سودی بینکاری، ایک منصفانہ علمی جائزہ، ص: 62، ناشر جامعہ خلفائے راشدین، کراچی، 2010

¹⁴ سنن ابوداؤد: 3504

کوئی ضمانت نہیں تھی کہ وہ واپس آئیگا یا نہیں تو اس لحاظ سے اس کی شراکت ختم نظر آتی ہے اور اگر وہ درمیانی عرصے کے منافع میں شریک ہوتا ہے تو یہ اس کے لئے ناجائز تصور کیا جائیگا یا اگر اس پہ کوئی نقصان آتا ہے تو وہ بھی غلط ہے۔ لیکن مفتی تقی عثمانی صاحب نے یہ وضاحت فرمائی ہے کہ:

"ایک مرتبہ عقد شراکت ہو جائے تو یہ ضروری نہیں کہ یہ طے کیا جائے اس رقم پہ کتنا نفع ہو اور دوسری پہ کتنا ایک شریک کی رقم نے کیا کمایا اور دوسرے شریک کی رقم نے کیا کمایا؟ بلکہ عقد شراکت سے جتنا بھی نفع ہو وہ مشترک ہو جاتا ہے"¹⁵

پھر ایک اور اشکال پیدا ہو جاتا ہے کہ کیا اس المال کا علم ہے کہ نہیں کیونکہ جب تک اس المال کا مکمل علم نہیں ہوگا تو منافع کا تعین کرنا ممکن نہیں ہوگا، اور منافع کی تقسیم کے لئے ضروری ہے کہ اس المال متعین ہو اور منافع کی تقسیم بھی فیصدی سے طے ہو۔ اور جیسا کہ اوپر سنن ابو داؤد کی حدیث میں ذکر کیا گیا کہ جب تک کوئی چیز پاس نہ ہو یا ضامن نہ ہو تو بیع درست نہیں۔

اگر منافع کی تقسیم فرضی ہو یا، یا حقیقی شرح کی بجائے روزانہ کی بنیاد پہ تخمینہ لگا کر یا ایک منافع فرض کر کے تقسیم کیا جائے تو یہ شراکت و مضاربت کے اساسی اصولوں کے خلاف ہے۔ چہ جائیکہ کہ روایتی بینکوں کی نسبت یہ بینک اسلامی اصولوں کی پاسداری کرتے ہوئے بینکنگ کی طرف ایک اچھا اقدام ہے لیکن ضرورت یہ بھی ہے کہ اس میں اصلاحات کی جائیں۔

"مروجہ اسلامی بینکاری کے مجوزین اور وابستگان خود اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہیں کہ مروجہ اسلامی بینکوں کے معاملات خالص غیر سودی اور جائز نہیں ہیں۔ بلکہ بعض معاملات جائز اور بعض ناجائز بھی ہیں۔"¹⁶

نتیجہ بحث:

یہ ریسرچ آرٹیکل موجودہ اسلامک بینکنگ میں موجود مشارکہ اور مضاربت پہ اٹھنے والے چند اشکالات اور ان کے ممکنہ حل کا ایک تجزیاتی مطالعہ ہے۔ اس آرٹیکل میں اس بات پہ بحث کی گئی ہے کہ اگرچہ موجودہ اسلامی بینکنگ میں کافی خامیاں ہوں گی، مگر دوسرے روایتی بینکوں کی نسبت یہ ایک اچھی پیش رفت ہے، بلکہ دیکھا جائے تو دوسرے بینک بھی اب اسلامی بینکنگ کی طرف اپنا رجحان بڑھا رہے ہیں۔ اسلامی بینکاری میں منافع کی شرح اور دوسرے روایتی بینکوں میں منافع کی شرح فیصد سے کی جاتی ہے۔ اور اگر اسلامی تعلیمات کا مطالعہ کیا جائے تو حاصل یہی نکلتا ہے کہ منافع ہمیشہ شرح فیصد سے ہی تقسیم کیا جائیگا، ہاں اس میں تخصیص نہیں ہوگی کہ اتنا منافع فکس کر دیا گیا ہے، اور دوسرا اس المال کی ضمانت بھی نہیں دی جاتی۔ اسلامی بینکوں کا دیگر روایتی بینکوں سے لین دین کرنا اگرچہ جائز نہیں ہے، لیکن چونکہ اسلامی مملکت میں سٹیٹ بینک کے ساتھ اکثر اوقات غیر سودی معاملات کرنے پڑ جاتے ہیں تو تمام تر غیر سودی معاملات کو جائز تصور کیا جائیگا، لیکن سودی معاملہ کسی صورت قابل قبول نہیں ہوگا۔ شراکت و مضاربت میں اکاؤنٹ ہولڈر سے شیئرز کی تقسیم اور منافع / نقصان کا طریقہ کار مسلم علماء کی مشاورت اور موجودہ جدید سافٹ ویئر سسٹم کی بدولت اس طرح رکھا جاسکتا ہے جو کہ اسلامی اصولوں کی رعایت رکھے۔ یعنی کہ جدید سافٹ ویئر انجینئرز سے اس طرح کا سافٹ ویئر بنوانا چاہیے جو کہ اسلامی نظام کی رعایت رکھتے ہوئے درست اور کم سے کم غلطی کرتے ہوئے نفع اور نقصان کو تقسیم کرے۔ موجودہ اسلامی بینکنگ کا نظام مکمل تجارتی ادارے کے طور پہ نہیں ابھر رہا، بلکہ یہ ایک مالیاتی ادارے کی طرز پہ کام کر رہا ہے، لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ اسے باقاعدہ تجارتی ادارہ نامزد کیا جائے، اور بینکنگ کے مضاربہ اور مشارکہ کے قوانین میں اسلامی جھلک درست طور پہ نظر آنی چاہیے۔ مضاربہ میں بینک کو جس نسبت سے منافع حاصل ہو اسی نسبت سے رب المال کے منافع میں کمی بیشی کرے۔

¹⁵ اسلامی بینکاری، ص: 50

¹⁶ مروجہ اسلامی بینکاری اور جمہور علماء کا موقف <https://magazine.mohaddis.com>

سفارشات:

اسلامی بینکنگ میں مضاربیت اور شراکت پہ بہت سے علماء نے بہت کچھ لکھا، کسی نے تنقید کی، تو کسی نے اس کو بالکل جائز اور سود سے پاک قرار دیا۔ لیکن جو خامیاں موجود ہیں ان کو دور کرنے کی سعی کم ہی ہوئی۔ لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ ان خامیوں کو ختم کرنے کی مناسب سعی کی جائے اور اس سلسلے میں آئی ٹی کی خدمات بھی بہت ضروری ہیں۔ آئی ٹی کے ماہرین اور اسلامی سکالرز کو مل کے ان مسائل کا حل تلاش کرنا ہو گا۔